Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ + Regd. L. No. 2595

Regd. L. No 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

نور

یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء

ہر ماہ کی ۷ ۔ ۱۷ ۔ ۲۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نورونکا [?])

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ [illegible]

" ششماہی " " ۱۲ [illegible]

" سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ [illegible]

" " امراء " ۵ [illegible]

" " ممالک غیر سے صرف ۸ شلنگ

جلد ۲۴ | اخبار نور قادیان دار الامان مؤرخہ ۱۷ مئی ۱۹۳۵ء مطابق ۱۲ صفر المظفر ۱۳۵۴ھ | نمبر ۲۰

میں آپ سے کیا چاہتا ہوں؟

یکم جون کو جن بھائیوں کے نام وی پی کئے جائیں گے ان کے اسماء معہ نمبر خریداری کے اس اخبار کے صد ۲ پر درج ہیں ——— لہٰذا ان دوستوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان وی پیوں کو وصول فرما کر مجھے شکریہ کا موقعہ دیں۔ ان دنوں میں فرقان حمید کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل میں غیر معمولی مصروف ہوں اور یہ وہ اہم کام تھے کہ جنکی ضرورت آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے محسوس ہو رہی تھی۔ اور ایسے کام الحمد للہ احمدیت کے کریڈٹ کو بہت بلند کر رہے ہیں دراصل یہ عظیم الشان کارہائے نمایاں قوم کی مشترکہ کوشش کو چاہتے تھے۔ اور پھر میرے جیسے اکیلے آدمی جو علاوہ اکیلے ہونے کے بے زر اور بے پر بھی ہو کی طاقت سے بالعید تھے اس حالت میں اب بھائیوں کا یہ فرض ہے۔ کہ آپ نہ صرف نور کے وی پی ہی وصول فرمائیں بلکہ نور کی توسیع اشاعت میں بھی غیر معمولی توجہ سے کام لیں تاکہ میں نور کے مالی بوجھ سے بے فکر ہو کر (جس پر اس وقت آٹھ سو روپیہ قرض ہے) اپنی توجہ ہندی ترجمہ کی تکمیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت پر بخوبی دے سکوں۔ مجھے قوی امید ہے کہ اسلام کیلئے اپنے پہلو میں درد مند دل رکھنے والے دوست اس مجاہد پرچہ کی اعانت کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت

فی زمانہ غیر مذاہب میں حضرت رسالت مآب کی ذات گرامی کے متعلق جس قدر غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آئے روز غیر مذاہب کی طرف سے آنحضور پر نور کی شان مبارک میں تحریر اور تقریر سے سوء ادبی سے کام لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات جدال و قتال تک نوبت پہنچتی ہے اور اس سے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات میں غیر معمولی کشیدگی اور تنفر پھیلتا ہے۔ اس کشیدگی اور تنفر کو دور کرنے کیلئے ایک ہی بہترین ذریعہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ ہم غیر مذاہب والوں کو آنحضرت صلعم کے اخلاق کریمانہ اور آپ کی بہترین تعلیم جس نے حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا سے آگاہ کر سکیں چنانچہ اس اہم مقصد کو لے کر خاکسار نے یہ گورمکھی سیرت لکھی ہے جو $\frac{20 \times 26}{8}$ کے قریباً چار سو صفحات پر ختم ہوتی ہے اور یہ سیرت متعدد گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں میں مفت یا برائے نام قیمت پر تقسیم ہوگی۔ تاکہ اس کی اشاعت وسیع پیمانہ پر ہو سکے اس پر کم از کم لاگت ایک ہزار سے کچھ زائد ہی آئے گی میں ہر ایک ہمدرد اسلام کی توجہ خصوصیت سے اس اہم کام کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ وہ از راہ ہمدردی اسلام حسب توفیق اس کار خیر میں ضرور حصہ لیں تاکہ یہ نہایت ضروری تصنیف چھپ کر ضرور تمندوں کے ہاتھوں تک جلد پہنچ سکے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یکم جون کو نور کے وی پی

دوبارہ اطلاع

جن دوستوں کے نام معہ نمبر خریداری نیچے درج ہیں ان کی میعاد خریداری اخیر جون سے ختم ہے۔ ان کے نام یکم جون کو ۳ روپے کے وی پی ارسال ہوں گے۔ ہر ایک خیر خواہ ملت کا یہ فرض ہے کہ وہ اس آڑے وقت میں نور ایسے مجاہد پرچہ کا وی پی وصول فرما کر خصوصیت سے دعا اور شکریہ کا موقع دے اور اگر کوئی بھائی آئندہ سال کیلئے نور کا ساتھ دینا پسند نہ کرے تو وہ بذریعہ خط اپنے ارادہ سے ۲۵ مئی سے پہلے اطلاع دیدے ورنہ وی پی کی واپسی کی صورت میں فی وی پی دفتر کو پانچ آنے کا نقصان ہوگا۔ اور نور کا فنڈ پہلے ہی -/۸۰۰ روپیہ کا مقروض ہے۔ خاکسار ایڈیٹر نور ان دنوں فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کی طباعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل میں مصروف ہے۔ اس صورت میں میں آپ بھائیوں سے بجا طور پر یہ توقع رکھ سکتا ہوں۔ کہ آپ اس آڑے وقت میں نہ صرف نور کا وی پی ہی وصول فرمائیں بلکہ نور کی توسیع اشاعت میں بھی خصوصیت سے حصہ لیں۔ تاکہ میں نور کے مالی بوجھ سے بے فکر ہو کر اپنی توجہ کو ہندی ترجمہ اور گورمکھی سیرت کی تکمیل پر اچھے رنگ میں دے سکوں۔ گذشتہ سال بوجہ ہندی ترجمہ میں غیر معمولی مصروفیت کے یہ وی پی بجائے جون کے اگست میں کئے گئے تھے۔ اس لئے دوستوں کو یہ مغالطہ نہیں رہنا چاہئیے کہ گذشتہ سال انہوں نے نور کی قیمت ماہ اگست میں ادا کی تھی۔

- ع۱ چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- ع۳ خانبہادر میرزا غلام صمدانی خان صاحب
- ع۱۳ منشی عبد الرحمن صاحب۔
- ع۱۴ ملک غلام حیدر خان صاحب
- ع۱۵ آغا نزادہ محمد اکبر خان صاحب
- ع۱۶ محمد عبد الحمید صاحب
- ع۲۱ چوہدری غلام احمد خانصاحب
- ع۲۲ جناب محمد رمضان علی صاحب
- ع۲۶ منشی محمد یوسف صاحب
- ع۲۷ خانبہادر شیخ محمد حسین صاحب
- ع۳۱ چوہدری فضل دین صاحب
- ع۳۵ سیٹھ جمیل اللہ صاحب

- ع۳۲ مولوی محمد احسان الحق صاحب
- ع۴۲ خانصاحب سید محی الدین احمد صاحب
- ع۴۵ شیخ حسن صاحب
- ع۴۶ مولوی غلام حسن صاحب
- ع۴۷ منشی کرم بخش صاحب
- ع۵۱ چوہدری عبد المالک صاحب
- ع۵۴ مولوی کرم داد صاحب
- ع۶۱ ڈاکٹر معراج الدین صاحب
- ع۶۴ منشی غلام حیدر صاحب
- ع۷۰ جناب عبد الحمید صاحب
- ع۷۰ بابو اکبر علی صاحب
- ع۷۶ چوہدری حیات محمد صاحب
- ع۸۰ منیجر صاحب احمدیہ ریڈنگ روم
- ع۸۶ سیٹھ علی محمد حاجی اللہ رکھا
- ع۹۱ بابو محمد شفیع صاحب
- ع۹۸ حافظ عبد الرحمن صاحب
- ع۱۰۰ ڈاکٹر عبد المجید صاحب
- ع۱۰۴ بابو محمد اسمٰعیل صاحب
- ع۱۱۰ منشی غلام قادر صاحب
- ع۱۱۱ میر اسحاق علی صاحب
- ع۱۱۲ چوہدری نذیر احمد صاحب
- ع۱۱۵ مولوی فتح محمد صاحب
- ع۱۱۸ ڈاکٹر محمد الدین صاحب
- ع۱۱۹ مولوی سید وزارت حسین صاحب
- ع۱۲۱ مستری حاکم دین صاحب
- ع۱۲۶ چوہدری امیر علی صاحب
- ع۱۳۷ حکیم میر سعادت علی صاحب
- ع۱۴۵ خان محمد دلاور خانصاحب
- ع۱۵۶ میاں محمد ہاشم صاحب
- ع۱۶۰ چوہدری محمد حیات خان صاحب
- ع۱۸۶ شیخ غلام نبی صاحب
- ع۱۹۲ بابو اعجاز حسین صاحب
- ع۱۹۳ ڈاکٹر خواج احمد صاحب
- ع۱۹۴ شیخ محمد شفیع صاحب

- ع۲۱۰ منشی محمد یوسف علی صاحب
- ع۲۱۱ میرزا محمد صادق صاحب
- ع۲۳۲ ڈاکٹر گوہر الدین صاحب
- ع۲۵۲ خواجہ عبد اللہ صاحب
- ع۲۵۶ منشی صدر الدین صاحب
- ع۲۵۸ منشی احمد الدین صاحب
- ع۲۵۹ میرزا غلام سرور صاحب
- ع۲۶۰ شیخ محمد عثمان صاحب
- ع۲۷۷/۳۳۲ ایم عابد شریف صاحب
- ع۲۸۴ ملک سلطان محمد خانصاحب
- ع۲۹۱ عزیزہ بی بی شریف النساء صاحبہ
- ع۳۰۱ ملک محمود خان صاحب
- ع۳۰۴ مولوی محمد علی صاحب
- ع۳۱۸ ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب
- ع۳۲۶ مولوی محمد موسیٰ صاحب
- ع۳۲۹ مولوی محمد کریم صاحب ایم اے
- ع۳۴۲ ملک سراج الدین صاحب
- ع۳۵۰ ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی
- ع۳۶۲ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب
- ع۳۶۸ منشی احمد حسین صاحب
- ع۳۹۰ سیٹھ ابراہیم صاحب
- ع۴۰۱ راجہ شریف اللہ خان صاحب
- ع۴۳۱ ڈاکٹر ایچ اے یوسف زئی
- ع۵۳۷ بابو غلام محی الدین صاحب
- ع۵۴۲ مولوی محمد عبد الغفار صاحب
- ع۵۷۸ ڈاکٹر محمد صدیق صاحب
- ع۶۳۶ منشی حبیب الرحمن صاحب
- ع۶۳۸ شیخ کرم الہٰی صاحب
- ع۶۶۷ جناب سعد اللہ خان صاحب
- ع۶۷۹ جناب محمد اکرام صاحب
- ع۶۸۲ جناب عبد اللطیف صاحب
- ع۶۸۷ میر اسحاق علی صاحب
- ع۶۹۲ میر عمر خطاب صاحب
- ع۶۹۹ نواب ممتاز یار الدولہ لائبریری

- ع۷۰۲ منشی دانشمند خان صاحب
- ع۷۱۲ منشی عبد القادر صاحب
- ع۷۱۳ جناب محمد مہدی علی خانصاحب
- ع۷۲۱ شیخ محمد عبد اللہ صاحب
- ع۷۲۵ جناب گل محمد خان صاحب
- ع۷۲۳ حاجی غنی موسیٰ صاحب
- ع۷۲۴ شیخ عبد الغنی صاحب احمدی
- ع۷۲۶ شہید سکھ مشنری کالج
- ع۷۲۸ ڈاکٹر اے اے بشری صاحب
- ع۷۲۹ چوہدری محمد حسین خان صاحب
- ع۷۳۵ مولوی حمید الظفر صاحب
- ع۷۳۱ خانبہادر محمد علیخان صاحب
- ع۷۳۲ میرزا غلام حسین صاحب
- ع۷۳۳ بابو محمد اعظم صاحب
- ع۷۳۴ مولوی احمد حسین صاحب
- ع۷۳۵ جناب شمس الدین صاحب
- ع۷۳۹ چوہدری پیر محمد صاحب
- ع۷۴۱ چوہدری محمد شریف صاحب
- ع۷۴۵ ڈاکٹر غلام قادر صاحب
- ع۷۴۶ میر کلیم اللہ صاحب
- ع۷۴۸ جناب اکبر علی صاحب
- ع۷۵۲ ڈاکٹر فضل کریم صاحب
- ع۷۵۳ جناب محمد بھرآرا صاحب
- ع۷۶۶ چوہدری محمد حسین صاحب
- ع۷۶۹ سردار فضل حق خانصاحب
- ع۷۷۰ چوہدری محمد حسین صاحب
- ع۷۷۲ ملک نادر خان صاحب
- ع۷۸۰ شیخ قدرت اللہ صاحب

- ع۷۸۲ سردار امیر محمد خانصاحب
- ع۷۸۷ چوہدری نعمت اللہ خان صاحب
- ع۷۸۹ کے بی چوہدری ابو الہاشم خانصاحب
- ع۷۹۵ چوہدری فضل الہٰی صاحب
- ع۷۹۶ جناب عبد الرزاق صاحب
- ع۷۹۷ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب
- ع۸۰۱ چوہدری عزیز اللہ صاحب وکیل
- ع۸۰۵ صوبیدار چوہدری نظام الدین صاحب
- ع۸۰۹ راجہ علی محمد خان صاحب
- ع۸۱۲ جناب محمد عبد اللہ صاحب
- ع۸۱۷ چوہدری اعظم علی صاحب
- ع۸۲۰ سید زمان شاہ صاحب
- ع۸۲۳ مولوی نصیر الدین احمد صاحب
- ع۸۲۴ ملک خدا بخش صاحب
- ع۸۲۷ چوہدری سلطان احمد صاحب
- ع۸۲۸ جناب شیر محمد خان صاحب
- ع۸۲۹ بابو نصیر الحق خانصاحب
- ع۸۳۱ مولوی عبد الرحیم صاحب
- ع۸۳۳ سید ظہور احمد شاہ صاحب
- ع۸۳۵ مولوی رحمت اللہ صاحب
- ع۸۴۳ جناب اسرار محمد ابرار محمد صاحبان
- ع۸۴۹ چوہدری نواب الدین صاحب
- ع۸۵۲ شیخ فضل حق صاحب
- ع۸۵۶ ڈاکٹر محمد شفیع صاحب
- ع۸۵۷ شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب
- ع۸۵۹ قاضی محمد شریف صاحب
- ع۸۶۲ سکرٹری صاحب تبلیغ انجمن احمدیہ
- ع۸۶۴ مولوی عبد الحق صاحب

دعا کیلئے درخواست

میرے بڑے لڑکے عزیز محمد آصف نے اس سال بی اے کا امتحان دیا ہے، ازراہ کرم دوست دعا کریں کہ اللہ کریم اسے کامیاب فرمائے اور دین کا خادم ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

یوم تبلیغ پر احمدیوں کی طرف سے گورمکھی ٹریکٹوں کی اشاعت

۱۰ مارچ کو یوم تبلیغ پر ہماری جماعت کی طرف سے کچھ گورمکھی ٹریکٹ سکھ صاحبان میں تبلیغ کے لئے شائع کئے گئے تھے اس پر سکھ پریس کی طرف سے آواز بلند ہوئی کہ ان گورمکھی ٹریکٹوں میں سختی سے کام لیا گیا ہے، میں جو سکھ مسلم اتحاد کا بہترین حامی ہوں طبعاً میرے دل میں فکر پیدا ہوئی اور میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ جو بہترین روادار اور حامی امن واقع ہوئے ہیں کی توجہ عالیہ کو اس طرف منعطف کروایا۔ حضور کے ارشاد مبارک پر ناظر صاحب امور عامہ نے میرے پاس گورمکھی کا ایک ٹریکٹ بھجوایا۔ میں نے اس ٹریکٹ کو نہایت ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مجھے بظاہر اس میں ایسی بات کم نظر آئی۔ جو اشتعال دلانے کا موجب ہو سکے مگر ہر ایک کا نقطۂ نگاہ الگ الگ ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جس عبارت کو میں پُرامن سمجھتا ہوں کسی اور کے نزدیک وہی امن شکن ہو۔ اس لئے میں نے زیادہ بہتر سمجھا کہ یہ ٹریکٹ اپنے سکھ دوستوں کے سامنے رکھوں تاکہ جو الفاظ یا فقرات ان کے نزدیک اشتعال انگیز ہوں۔ ان پر وہ نشان کر کے میرے پاس بھیجدیں اور میں اسے حضرت کے حضور پیش کر سکوں۔ چنانچہ اس خیال کو مدنظر رکھکر میں اپنے کام کا حرج کر کے اور اپنے ہی خرچ پر امرت سر گیا اور اپنے معزز دوست جناب سردار چرن سنگھ صاحب شہید ایڈیٹر و مالک اخبار موجی جو اتحاد کے حامی اور معقول پسند واقع ہوئے ہیں کی کوٹھی پر پہنچا اور جو ٹریکٹ مجھے ناظر امور عامہ سے ملا تھا وہ میں نے ان کے سامنے رکھدیا کہ یہ ٹریکٹ یا اور ٹریکٹ جو ہماری جماعت یا ہمارے کسی فرد کی طرف سے شائع ہوئے ہوں۔ اور ان میں سے جو فقرات آپ کے نزدیک یا آپ کے کسی دوست کے نزدیک قابل اعتراض ہوں۔ ان پر نشان لگا کر مجھے دیدیں۔ سردار صاحب موصوف نے مجھے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹریکٹ کے علاوہ اور ٹریکٹ بھی شائع کئے گئے ہیں میں نے کہا کہ مجھے تو اس ٹریکٹ کے علاوہ اور کسی ٹریکٹ کا علم نہیں اگر آپ وہ مہیا کر سکیں تو ان پر بھی نشان لگا کر میرے پاس بھجوادیں۔ اب اس کے متعلق ۲۹ اپریل کے موجی میں جناب سردار صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ

"گذشتہ دنوں کئی مقامات سے سکھوں کی طرف سے یہ شکایات پہنچی تھیں۔ کہ چند غیر ذمہ دار احمدیوں نے سکھوں کے دلوں کو دکھانے کیلئے ٹریکٹ چھپوا کر تقسیم کئے ہیں۔ ہم نے ان کے متعلق نوٹ لکھتے ہوئے ہز ہولی نس خلیفۃ المسیح صاحب قادیان کی توجہ گرامی کو اس طرف منعطف کروایا تھا جس پر ان کی طرف سے جناب شیخ محمد یوسف صاحب ہمارے دفتر میں خود آئے اور بعد میں خطوط بھی بھیجے کہ ایسے جملہ ٹریکٹوں پر نشان لگا کر ان کے پاس بھیجے جائیں تاکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کر کے ان کے متعلق مناسب اعلان کروایا جاوے تاکہ آئندہ کیلئے ایسی شکایات کا سدباب ہو سکے چونکہ ہمیں وہ ٹریکٹ خاصی تلاش کے بعد بھی نہیں مل سکے۔ لہٰذا تمام سنگتوں (جماعتوں) کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ جہاں کہیں ایسے ٹریکٹ تقسیم کئے گئے ہوں ان کی ایک ایک کاپی فوراً ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ ان کا مناسب انتظام ہمیشہ کیلئے ہو سکے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح صاحب جماعت احمدیہ قادیان کی اس مذہبی رواداری کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ وہ غیر ذمہ دار احمدیوں کی سکھوں کے دل دکھانے والی تحریرات کا ہمیشہ کیلئے سدباب کرنے کیواسطے تیار ہیں۔"

میں دوسرے سکھ اخبارات کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اگر ان کے پاس ایسے ٹریکٹ ہوں جو ہماری جماعت کی طرف منسوب کئے جاتے ہوں۔ اور ان کے نزدیک قابل اعتراض ہوں تو وہ قابل اعتراض حصہ پر نشانات لگا کر میرے پاس بھیجدیں۔ میں اس میں ان کی ہر طرح مدد کرنے کے لئے تیار رہوں مگر نشانات لگاتے وقت اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ تبلیغ کا حق ہر ایک کو ہونا چاہئیے۔ ہاں تبلیغ میں ایسے ذرائع سے کام لینا چاہئیے جو دوسرے کے لئے موجب تکلیف نہ ہوں۔ میری خود یہ زبردست خواہش ہے کہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان پائدار اتحاد کی داغ بیل پڑ سکے کیونکہ سکھوں اور مسلمانوں میں اتحاد کے ذرائع نسبتاً زیادہ موجود ہیں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے سکھ مسلم اتحاد مضبوط قدموں پر قائم ہو سکتا ہے اور پنجاب میں پہلو بہ پہلو بسنے والی دو بہادر اقوام کا مستقبل نہایت شاندار ہو سکتا ہے اگر اسلام لا الٰہ الا اللہ یعنی ایکو برہم دوتیا ناستے کی تعلیم دیتا ہے تو شری گورو گرنتھ صاحب کی یہی تعلیم ہے ایک اونکار یا اونکار ست نام کرتار پورکھ نربھو نرویر اکال مورت اجونی سے بھنگ"۔ یعنی وہ ایک ہے حق ہے خالق ہے نڈر ہے۔ اسے کسی سے دشمنی نہیں۔ اس نے کسی کو جنا نہیں نہ اس کو کسی نے جنا۔ نہ وہ کسی کا باپ نہ وہ کسی کا بیٹا اور یہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد کا ہو بہو ترجمہ ہے پھر اور لیجئے مذہبی طہارت جس طرح مسلمانوں کا اصول ہے کہ وہ نماز اور قرآن شریف کے پڑھنے سے قبل وضو کرتے ہیں اور اس کیلئے منہ ہاتھ اور پاؤں کا دھونا ضروری ہے یہی طریق پنج اشنانہ کے نام سے سکھوں میں بھی رائج ہے یعنی کسی مقدس رسم وغیرہ بجالانے سے قبل منہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کا دھونا۔ (سوم) طریق دعا جس طرح ایک بزرگ ہستی مسلمانوں میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتی ہے اور دوسرے لوگ بھی ہاتھ اٹھا کر آمین کہتے جاتے ہیں اسی طرح سکھ صاحبان کے ہاں ایک واجب الاحترام شخصیت کھڑی ہو کر خدا کے حضور ہاتھ جوڑ کر باآواز بلند دعا کرتی ہے جسے یہ اپنی اصطلاح میں ارداس (عرضداشت) کہتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو کر اس کی ہاں میں ہاں ملاتے جاتے ہیں۔ جس طرح مسلمانوں کے ہاں فرشتوں کا وجود مانا گیا ہے۔ سکھوں کے ہاں بھی فرشتوں کا عقیدہ موجود ہے جیسا کہ شری گرنتھ صاحب آدھ مارو محلہ ۵ میں یہ درج ہے ؎

پاپ کرے ڈر سر پر مٹھے
عزرائیل پھڑے پھڑ کٹھے

یعنی گناہ جو کریگا اس کو ایک روز ہارنا پڑیگا۔ عزرائیل اسی پکڑیگا اور پکڑ کر ذبح کرے گا۔

(۵) مسلمانوں کے ہاں شیطان کے وجود کو مانا گیا ہے اور سکھوں کے ہاں بھی اس کے وجود کا اعتراف ہے جیسا کہ شری گرنتھ صاحب آد وار جیتری محلہ ۵ میں یہ درج ہے ؎

کام کرودھ ہنکار پھریں دوانیاں
بن پورے گور دیو پھریں شیطانیاں

(مطلب) شہوت، غصہ، تکبر میں تو اکڑتا پھرتا ہے گویا تو شیطان کے قبضہ میں ہے۔ اس لئے تو ہادی برحق سے دور ہے۔

اسلام میں بھی داڑھی رکھنے کی تاکید ہے اور سکھ مذہب میں بھی۔ تمباکو نوشی اسلام میں بھی مکروہ ہے اور سکھوں میں بھی منع ہے۔ اور سکھوں میں جس طرح ہتھیار یعنی کرپان کا رکھنا ضروری ہے اسی طرح اسلام میں بھی یہ حکم خذوا اسلحتکم (رکھو اپنے ہتھیار اپنے پاس) پ۵ رکوع ۱۱ میں موجود ہے۔ جس طرح سفر پر روانہ ہوتے وقت اگر ایک سے زیادہ ہوں تو مسلمانوں کے یہ طریق ہے کہ ان میں سے ایک امیر قافلہ ہو اسی طرح سکھوں کے ہاں بھی جتھیدار کا رواج ہے۔ جس طرح مسلمانوں کے ہاں ملی جذبہ اور مساواتی روح کو تیز کرنے کیلئے یہ رواج ہے کہ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا جائے یہی دستور سکھوں میں بھی موجود ہے۔ کیونکہ جب ان کے ہاں امرت پان کرنے کی پوتر رسم ادا کی جاتی ہے تو جس قدر امرت چھکنے والے ہوتے ہیں۔ تو ان کو ایک ہی باٹا (برتن) میں کڑھا پرشاد (متبرک حلوہ) کھلایا جاتا ہے اور انہیں اس وقت یہ نصیحت کیجاتی ہے کہ تم آج سے بھائی بھائی ہو۔ جس طرح مسلمانوں کے ہاں قریبی رشتہ داروں مثلاً چچے اور بھتیجے اور خالو کی لڑکی سے بیاہ جائز ہے قریباً قریباً یہی صورت سکھوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ ساگری ضلع راولپنڈی اور سرگودھا وغیرہ میں سکھوں میں ایسے ناطے ہوئے ہیں۔ تعدد ازدواج مسلمانوں میں بھی جائز ہے۔ اور سکھوں میں بھی۔ اور یہی صورت نکاح بیوگان کے متعلق ہے۔ اور گوشت خوری کے متعلق تو کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ جس طرح سکھوں کے ہاں حلوہ (کڑھا پرشاد) کی قدر ہے یہی صورت مسلمانوں کے ہاں بھی ہے جیسا کہ اس مشہور مقولہ سے ظاہر ہے۔ المؤمن حلوٌ یحب الحلوا چونکہ مسلمان سبھاؤ سے میٹھا ہے۔ اس لئے وہ حلوے کو پسند کرتا ہے۔ جس طرح مسلمان اذان میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتا ہے ٹھیک اسی طرح سکھوں کا نعرہ بھی ست سری اکال ہے۔ اس کی موجودگی میں جو کبھی کبھی بعض دیہات میں سکھوں کی طرف سے اذان میں روک پیدا کی جاتی ہے یہ امر کم از کم میرے لئے بہت موجب تعجب ہوتا ہے کیونکہ اللہ اکبر اور ست سری اکال میں کوئی فرق نہیں اور پھر جبکہ ان کی مقدس کتابوں میں یہ بھی لکھا ہو ؎

کبیر سپنے موں بر ڑائیکے جہیں نکھ نکسے رام
تا نکے پگ کی پاہنی میرے تن کو چام

شری گرنتھ صاحب آد کی یہ تعلیم ہے کہ اگر خواب میں بھی کسی کی زبان سے اللہ کا نام نکلے تو میں اس پر قربان اور ایسے شخص کے پاؤں کی جوتیاں بھی میرے چمڑے سے بنائی جائیں تو یہ میری عین خوش قسمتی ہوگی۔ غرضیکہ سکھوں اور مسلمانوں میں اتحاد کے اتنے ذرائع اور وسائل موجود ہیں کہ اگر فریقین تھوڑی سی بھی توجہ کریں تو ہر دو بہادر اقوام کا نہایت مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے اور میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ احمدی قوم نے اتحاد اور رواداری کے کسی بھی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ یہ چند ہی سال کی بات ہے کہ سکھوں کا ایک ڈیپوٹیشن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں شخص کی طرف سے جو سکھ مذہب کے متعلق کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس میں کچھ درشتی ہے۔ اس لئے اس کی اصلاح فرمائی جائے اس پر حضرت نے فوراً ہی اس کتاب کے ضبط کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حالانکہ وہ ایک ضخیم کتاب تھی جس پر پبلشر کا کم از کم تین چار سو روپیہ خرچ آیا ہوگا۔ یہ ایک بہترین مثال ہے۔ اور ایسی ہی کئی ایک مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اگر طرفین اپنی اپنی ذمہ داری کو محسوس کر سکیں تو اس کے نتائج نہایت ہی خوشگوار برآمد ہوسکتے ہیں۔

شذرات

اعتماد ہو تو کیسے؟

۵ رمئی کے پرتاپ میں درج ہے کہ مسٹر جناح کے وداعی بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے۔ بھکشو اوتم صدر ہندو مہاسبھا فرماتے ہیں کہ:-

"اگر مسلمان اپنے ہندو بھائیوں پر اعتماد کریں تو وہ ذرا بھی خسارہ میں نہیں رہیں گے"۔

معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ غیر ملک میں رہنے کے بھکشو صاحب کو اصلی حقیقت کا علم نہیں ہے ورنہ آپ یہ الفاظ نکالتے وقت احتیاط سے کام لیتے۔ آج سے کچھ عرصہ قبل ہندو مہاسبھا کے پنڈال سے یہ آواز بلند ہوتی رہی ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کو بوقت نماز باجے کی آواز ناگوار گزرتی ہے تو وہ اپنی مساجد شہر سے باہر لے جائیں اور اگر مسلمان ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں ہندو تمدن اختیار کرنا پڑیگا۔ دور کیوں جاؤ، آئے روز ہندو مصنف اور مؤلف ایسے ٹریکٹ اور کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں سوء ادبی پر مبنی ہوتی ہیں۔ اور کسی ذمہ دار ہندو نے ایسے مصنفوں کو کبھی جھاڑ نہیں ڈالی۔ اب اعتماد ہو تو کیسے۔ کیا کبھی کسی مسلمان نے بھی ہندوؤں کے بزرگوں کے متعلق کچھ لکھا۔ حالانکہ مسلمان ہندوؤں سے بہتر لکھنا جانتے ہیں۔

ہندو سبھا ہندو نوجوانوں کی نظر میں

۵ رمئی کا پرتاپ ہندو مہاسبھا کے ایک جلسہ کی روئداد درج کرتا ہوا لکھتا ہے کہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابھی بھائی پرمانند جی نے چند الفاظ ہی کہے تھے کہ ایک کونہ سے جلسہ میں کچھ اشتہارات تقسیم کئے جانے لگے اور ایک نوجوان نے اونچی آواز سے کہا کہ ہندو مہا سبھا کے لیڈروں نے ہندوؤں کو تباہ کر دیا ہے۔ اس جلسہ میں بہت شور مچ گیا۔"

اس پر کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں۔ کم از کم اس سے کسی حد تک یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اور تو اور ہندو نوجوان ہی ہندو مہاسبھا کیلئے کیا رائے رکھتے ہیں۔

بولو اسلام کی جے

اسی جلسہ میں جس کا ذکر ۵ رمئی کے پرتاپ میں درج ہے بھکشو آنند کوشلائن جو نیشنل کالج لاہور کے گریجوایٹ ہیں اور غیر ممالک میں بدھ دھرم کا پرچار (اشاعت) کرنے کیلئے آئے ہیں۔ کہا کہ۔

"چھوت چھات کی وجہ سے ہندوستان بہت بدنام ہے لیکن میں آپکو بتا دینا چاہتا ہوں کہ بدھ ممالک میں چھوت چھات نہیں۔ جب کوئی شخص ہندوستان میں آتا ہے تو وہ سٹیشن پر ہندو پانی اور مسلمان پانی دیکھکر بہت حیران ہوتا ہے۔ صرف معاملہ یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ کانپور سٹیشن پر ہم نے دیکھا کہ قدامت پسند ہندوؤں کیلئے علیحدہ ریسٹورنٹ ہیں بدھ ممالک میں ہم مسلمانوں اور عیسائیوں کے ہاتھ کا پانی پی لیتے ہیں۔ اور باوجود اس کے ہم بدھ اور آریہ سنسکرتی (تمدن) کے پجاری بنے رہتے ہیں۔ بدھوں کے مندر سب کے لئے کھلے ہیں جیسا کہ مسلمانوں کی مسجدیں سب کیلئے کھلی ہیں۔"

اسلامی مساوات اظہر من الشمس ہے اور اغیار تک اس کے معترف ہیں دراصل اگر ہندو صاحبان چھوت چھات کے معاملات میں کچھ بھی رواداری سے کام لیں تو معاملہ بہت حد تک سلجھ سکتا ہے۔ پاکیزگی میں، تمدن میں، تہذیب میں مسلمان پیش پیش ہیں۔ پھر ان سے چھوت کے کیا معنی؟ اگر آج ہندو مسلمانوں سے چھوت کم کر دیں تو ہم ایکدوسرے کے بہت قریب ہو سکتے ہیں۔ اور ہندوستان کے بھلے دن آ سکتے ہیں۔

کیا ویدک دھرم عالمگیر ہے؟

۲۸ راپریل کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ

"ویدک دھرم ایک عالمگیر دھرم ہے۔ اس کے اصول قانون قدرت کے ساتھ پوری پوری مطابقت کھاتے ہیں۔"

ہون کا کرنا ایک آریہ کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ایک مسلمان کے لئے نماز کا بجالانا۔ ہون کی سمگری (سامان) کستوری، زعفران اور صندل وغیرہ کو چاہتی ہے اور بعض حالات میں اس کیلئے سونے چاندی کے چمچے بھی درکار ہوتے ہیں۔ اب غور کرو کہ کستوری۔ زعفران صندل کسقدر قیمتی اشیاء ہیں۔ اور اب جبکہ روپیہ نایاب ہو رہا ہے۔ ان قیمتی اشیاء کا ہون کیلئے مہیا کرنا کس قدر مشکل ہے۔ اس صورت میں یہ کہنا کہ ویدک دھرم اور اس کے اصول عالمگیر ہیں۔ قابل غور ہے۔ اسلامی نماز پر کیا خرچ آتا ہے۔ وضو کیلئے ایک لوٹا پانی اگر وہ بھی نہ ہو تو تیمم کر لو۔ بتلایئے۔ اب ہر دو میں سے عالمگیر مذہب کونسا ہوا۔ اور ہم ویدک دھرم کی جے کہیں یا اللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں۔

ہون اور جیو ہتیا

ہون کے لئے جیسا کہ اوپر بیان ہوا کستوری کی ضرورت ہے اور جب تک ہرن کو مارا نہ جائے اور پھر اس کے تڑپنے کی حالت میں اس سے کستوری الگ نہ کی جائے کستوری حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پھر وہ اس کے جسم میں سرایت کر جائے گی۔ بتلایئے ایک طرف آریہ سماج کا یہ کہنا کہ "اہنسا پرمو دھرم" یعنی کسی کو ایذا نہ دینا ہی افضل دھرم ہے اور دوسری طرف کستوری حاصل کرنے کیلئے یہ بے رحمی۔ اب اسکی موجودگی میں ہم آریہ دھرم کو عالمگیر کیسے کہہ سکتے ہیں۔

نیک مثال

جناب سرفیروز خان صاحب نون نے ضلع گوردا سپور

کی جونیر ریڈ کراس سوسائٹی میں ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ بہت سے لڑکے سلک کی قمیص پہنتے ہیں اور کہا کہ سلک کی قمیص اور کپڑے لڑکیوں کے لئے رہنے دینے چاہئیں اور لڑکوں کو سوتی کپڑا پہننا چاہیئے۔ اور اس دوران آپ نے خود اپنی مثال قائم کرتے ہوئے کہا کہ میں اس سال اپنے لئے یا اپنے لڑکوں کے لئے قمیص کا کوئی ایسا کپڑا نہ خریدونگا جس کی قیمت پانچ آنہ گز سے زیادہ ہو۔" حقیقتاً یہ مثال بہت قابل قدر ہے۔ اگر بڑے لوگ سادگی اختیار کرنے لگیں تو چھوٹے خواہ مخواہ کریں گے۔ اس ضمن میں میرا یہ کہدینا بیجا نہ ہوگا کہ اس امر میں احمدی جماعت پیش پیش ہے۔ جو اس وقت سادہ لباس اور ایک کھانے پر اکتفا کر رہی ہے اگر دوسری اقوام بھی ایسا کر سکیں تو یقیناً ہندوستان کی اقتصادی حالت بہت جلد رو باصلاح ہو سکتی ہے۔

یہ مثال قابل فخر نہیں

۵ رمئی کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ سوامی جی ایک بار میرٹھ میں تھے۔ اور متفرق طور پر لوگوں سے گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ایک دن ریواڑی کے پنڈت بھاگیرت جی سوامی جی کو ملے اور کچھ بات چیت کی۔ سوامی جی نے کہا تم بھی پنڈتوں میں گپ (ٹانگ) اڑانے کی غرض سے آئے ہو۔ تم ابھی جا کر پڑھو۔

میرے خیال میں اس کلام میں غیر معمولی درشتی ہے اور یہ ایک لیڈر کہلانے والے کی شان سے بعید ہے اگر سوامی صاحب چاہتے تو نرم الفاظ میں بھی اپنا مطلب بیان کر سکتے تھے۔

ہندو اور پردہ

ہندو پردہ کے جسقدر مخالف ہیں وہ اظہر من الشمس ہے اور پردے کیلئے وہ جس قدر مسلمانوں کو کوستے رہتے ہیں وہ بھی کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ پر سچ آخر سچ ہے۔ صداقت پردے پھاڑ کر بھی نکل آتا ہے۔ چنانچہ ۴ راپریل کا ملاپ "پنجاب کی ہندو عورت" کے عنوان سے

جلد ۲۲ نمبر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھتا ہے کہ

"میں عورت کے بناؤ سنگھار کا مخالف نہیں ہوں مگر میں اُسے اتنی اجازت نہیں دیتا۔ کہ وہ بن ٹھن کر بازاروں میں نکلے اور غیروں کی نگاہوں کو دعوتیں دیتی پھرے اس حد سے بڑھی ہوئی آزادی کے اور پہلو بھی ہیں۔ عورت کا لباس بناؤ سنگار کے نئے طریقے مخلوط تعلیم کھلم کھلا ملنا جلنا۔ تنہائی میں نوجوان رشتہ داروں سے اختلاط نوکروں کے ساتھ تنہا موٹروں اور تانگوں پر سیر کرنا، نوجوان لڑکوں کو گھروں میں ملازم رکھنا، دوستوں کی محفل میں مردوں اور عورتوں کا ایک ہی میز پر کھانا، تنہا سکولوں اور کالجوں میں جانا وغیرہ"

کیا بغیر پردے کے یہ باتیں رک سکتی ہیں، ہرگز نہیں یہ یاد رہے کہ جب میں پردہ کہتا ہوں تو پردے سے مراد موجودہ برقعہ نہیں جو بعض حالات میں صحت کے خلاف ہے۔ بلکہ گھونگٹ اور اوڑھنی سے بھی پردے کا بخوبی کام لیا جا سکتا ہے۔ ہندو دوست اگر اس تمدنی قباحت کی اصلاح کرنی چاہتے ہیں تو انہیں ضرور پردہ کو اختیار کرنا پڑیگا۔ خواہ وہ آج کریں یا کچھ عرصہ بعد، ہاں جتنی دیر سے کرینگے۔ اتنا ہی زیادہ نقصان اُٹھائیں گے۔

مغرب اور پردہ

میرے ہندو بھائیوں نے اس بے پردگی کو بہت کچھ مغرب سے حاصل کیا ہے۔ مگر اب وہ یہ تعجب سے سنیں گے۔ کہ اس وقت اور تو اور مغرب بھی اس غیر معمولی آزادی پر نالاں ہے اور اس کی اصلاح کی فکر میں ہے۔ چنانچہ جرمنی کے ڈکٹیٹر۔ ہٹلر نے یہ اعلان کیا ہے کہ

"عورتیں بازو اور گلا ننگا کر کے نہ چلا کریں اور دفتروں میں کام کرنے کی بجائے اپنے گھروں کو سنبھالیں"

تجویز بہت معقول ہے اور نیک نتائج پر مبنی ہے۔

اغوا اور ہندو پریس

جب کسی ہندو عورت کا اغوا ہوتا ہے تو ہندو پریس یہ کہتا ہوا آسمان سر پر اُٹھا لیتا ہے کہ یہ کسی مسلمان غنڈے کی شرارت ہے۔ حالانکہ اغوا کنندہ خواہ ہندو یا مسلمان وہ غنڈہ ہی ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ کسی اغوا کنندہ کی جرأت نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ مغویہ کی طرف سے اس کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ بعض اوقات ہندو پریس خدا لگتی بھی کہہ دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق ملاپ لکھتا ہے کہ

"اخبارات میں ایسے واقعات اکثر چھپتے رہتے ہیں جن میں ہندو لڑکیوں کے اغوا ہو جانے کی خبریں درج ہوتی رہتی ہیں۔ کبھی چھپتا ہے کہ فلاں مقام کی نوجوان کنواری لڑکی اپنے ملازم کے ساتھ بھاگ گئی۔ کبھی سننے میں آتا ہے کہ فلاں مقام کی ایک ہندو لڑکی کو کوئی مسلمان بھگا کر لے گیا۔ کبھی خبر آتی ہے کہ فلاں لڑکی گم ہو گئی۔ حیرت ہے کہ جب یہ لڑکیاں پتھر کی بنی ہوئی نہیں ہوتیں۔ لاشیں بھی نہیں ہوتیں پھر کوئی انہیں اغوا کیونکر کر سکتا ہے۔ میری رائے یہ ہے۔ اور میں اس کی صداقت کو ثابت بھی کر سکتا ہوں کہ اگر ۹۹ نہیں تو ۹۰ فی صدی لڑکیاں۔ (جن کے اغوا کی داستانیں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں) خود بھاگ کر جاتی ہیں۔ جب تک ان کی مرضی نہ ہو تو کسی کی کیا مجال کہ ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکے"

بات تو معقول ہے مگر اس کا کیا علاج کہ خود مسلمان اور ہندو ان اغوا کنندگان ہندو اور مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اگر مغویہ مسلمان ہو تو آریہ اخبارات میں بڑے جلی حروف سے یہ چھپ جائیگا۔ ویدک دھرم کی صداقت کا کرشمہ، مختار بیگم سے کوشلیا دیوی بن گئی۔ اور اگر مغویہ ہندو اور اغوا کنندہ مسلمان، تو مسلم پریس کو بھی یہ چھاپنے میں دریغ نہ ہوگا۔ صداقتِ اسلام کی ضیا باری۔ پاربتی سے فاطمہ بیگم بن گئی۔

جب ذہنیت کا یہ حال ہو تو پھر اصلاح کی کیا امید اس کی اصلاح کی ایک ہی صورت ہے کہ اغوا کنندہ خواہ مسلمان ہو یا ہندو، کوئی اُسے منہ نہ لگائے۔ ایسے اغوا میرے خیال میں سو فی صدی حیوانی جذبہ کے تحت ہوتے ہیں اس میں مذہب کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔

اسلام کیسے پھیلا؟

۲ رمئی کا خالصہ سماچار لکھتا ہے کہ

"عرب سے نکل کر اسلام ہندوستان میں کیسے پھیلا؟ اس سوال کا جواب جہاں ہندو اور انگریز لکھنے والوں کے نزدیک تلوار کی دھار تھا۔ وہاں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ مسلمان صوفیا، اور فقرا نے ہندوؤں کے گروہ در گروہ اور اقوام در اقوام کو اسلام میں داخل کیا۔ اور اس کے ثبوت میں ملتان اور اجمیر کے صوفیا، اور فقرا، کے نام لئے جا سکتے ہیں اسی طرح بنگال کے علاقے میں مسلمان صوفیاء کے تبلیغی کارنامے ایسے ہیں جسے کوئی بھی مؤرخ نظر انداز نہیں کر سکتا"

خالصہ سماچار نے بات بہت پتہ کی کہی ہے اور جو بھی معقول پسند انسان اس پر غور کریگا۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکیگا کہ اسلام اپنی خوبیوں کے طفیل پھیلا زبردستی کون مانتا ہے۔ آج کوئی جبر سے کسی فرد کو اپنے مذہب میں داخل کر کے تو دکھلائے۔

بدھ دھرم اور ہندو مذہب

بدھ دھرم اور ہندو مذہب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ باوجود اس فرق عظیم کے پھر بھی ہندو ایک یا دوسری مصلحت کے ماتحت بدھوں کو ہندو ظاہر کرنے کی سعی سے کام لے رہے ہیں۔ مگر سچ سچ ہے جو ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ وہ آج نہ ظاہر ہو کل ہو۔ بھائی پرمانند بھکشو اتم کے ایک لیکچر کے متعلق جو اُنہوں نے راولپنڈی میں دیا اور جو ایک یا دوسری وجہ سے ہندو مذہب کے مخالف پڑتا تھا پر تبصرہ کرتے ۱۰ر مئی کے پرتاپ میں لکھتے ہیں کہ "کیونکہ بھکشو اتم بدھ دھرم کے پیرو ہیں اور ہندو سوسائٹی کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے ناقابل ہیں۔ اس لئے اگر راولپنڈی کے سناتنیوں کو ان کے خیالات پسند نہیں تھے تو بھی اُنہیں برداشت کرنا چاہئے تھا" غور کیجئے ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ بدھ ہندو ہیں۔ اور دوسری طرف یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ بدھ لوگ ہندو دھرم کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت اچھی مثال

۸ مئی کو جناب خان بہادر نواب مظفر خان صاحب ریونیو ممبر پنجاب گورنمنٹ نے سامل ضلع راولپنڈی میں تپ دق اور سل کے مریضوں کیلئے سینیٹوریم کا افتتاح کیا اور اس تقریب پر آپ کے اعزاز میں ایک پارٹی دیگئی جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ گورنمنٹ نے کئی دفعہ احکام جاری کئے ہیں کہ اس قسم کی پارٹیاں نہ دی جائیں۔ ان احکام پر عمل نہیں کیا جاتا۔ یہ خرچ جو پارٹی پر کیا ہے ہسپتال کی امداد میں دیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اعلان کیا کہ جس قدر رقم پارٹی پر خرچ ہوئی ہے وہ اپنی گرہ سے ہسپتال کی امداد میں دی جائے گی۔" یہ مثال بہت قابل قدر ہے اگر دوسرے حکام اور ذی وجاہت لوگ اس قسم کے معاملات میں ایسی دلیری کا اظہار کر سکیں تو ملک کی اقتصادی حالت کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کا شاندار نتیجہ

چند سالوں کی بات ہے کہ ہمارے سکول کا نتیجہ چنداں اچھا نہیں نکلا تھا۔ اور اس پر اسوقت کے لحاظ سے بد دلی کا اظہار کیا گیا تھا۔ اور اس وقت میں نے نور میں لکھا تھا کہ سکول کے موجودہ ہیڈ ماسٹر صاحب سکول کی بہتری کے لئے جو داغ بیل لگا رہے ہیں اس کے شیریں ثمر سے مستفیض ہونے کے لئے ہمیں کچھ دیر انتظار کرنی چاہئے۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ میرا یہ قیافہ صحیح نکلا کیونکہ اس کے بعد ہمارے سکول کا نتیجہ بہتر رنگ میں سامنے آرہا ہے چنانچہ امسال تینتیس ۳۳ طلباء امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے اٹھائیس ۲۸ کامیاب رہے یہ نتیجہ شاندار ہے اور اس کیلئے میں ہیڈ ماسٹر اور ان کے عملہ کو مبارکباد دیتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں آئندہ فسٹ ڈویژن میں زیادہ طلباء دیکھ سکوں گا اور نیز میں بیرونی احمدی بھائیوں سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو ضرور اس سکول میں پڑھنے کیلئے بھیجیں جس کا انہیں دوہرا فائدہ رہیگا یعنی دنیوی تعلیم بھی اور دینی تعلیم بھی۔ جو فی زمانا دوسری جگہ نایاب ہے۔

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ

جب میں نے عیسائیوں کی رپورٹوں میں یہ پڑھا کہ اس باہمت قوم نے دنیا کی نوسو اَلسنہ میں سے آٹھ سو چھتر ۸۷۶ زبانوں میں اپنی مقدس کتاب کا ترجمہ کر دیا ہے اور پچیس ۲۵ زبانیں بھی وہ بچی ہیں۔ جن کی تا حال الف، جا، ایجاد نہیں ہوسکی تو میری رگ پھڑک اٹھی کہ کہاں ہمارا یہ دعویٰ کہ آج دنیا کی نجات محض فرقان حمید کی تعلیم پر چلنے سے وابستہ ہے اور پھر کہاں یہ غفلت کہ اور تو اور اس وقت تک ہم ہندوستان کی رائج الوقت السنہ میں بھی کلام مجید کا ترجمہ نہیں کر سکے۔ باوجود بے سروسامانی اور پھر قدم قدم پر روکوں کے محض توکل علی اللہ فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ کیا جو الحمد للہ چھپ کر لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ بھی چکا ہے اور یہ دیکھنے کیلئے کہ اس ترجمہ نے غیر مذاہب پر کیا اثر ڈالا۔ آپ اسی اخبار کے ۱۳ و ۱۴ صفحات ملاحظہ کیجئے۔ ہندی ترجمہ کی ضرورت گورمکھی سے بھی اہم تھی کیونکہ گورمکھی تو صرف پنجاب تک محدود ہے۔ اور ہندی اس سے باہر بھی ہے۔ یقیناً آپ لوگ یہ سُنکر خوش ہونگے کہ ہندی ترجمہ زیر طبع ہے انشاء اللہ جلد ہی یہ پبلک میں آجائے گا۔ اور یہ ترجمہ بھی مثل گورمکھی ترجمہ کے غیر مذاہب میں مفت یا برائے نام ہدیہ پر ہی جائے گا۔ اس لئے دوستوں کو حسب توفیق اس کار خیر میں ضرور حصہ لینا چاہئے۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر ثواب رکھتی ہے مگر غیر مذاہب کو فرقان کریم کی تعلیم سے آگاہ کرنا اس کے ثواب کا کون اندازہ لگا سکتا ہے

۲۳ مئی کو "الحکم" کا خاص نمبر شائع ہوگا

چونکہ ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء کو ہر جگہ تحریک جدید کے متعلق جلسے ہونگے۔ اس تقریب کے لئے دفتر الحکم کی طرف سے ایک خاص نمبر شائع کیا جائے گا۔ جس میں سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف پہلوؤں پر بحث ہوگی اور علاوہ ازیں تحریک جدید کے متعلق بھی چند صفحات ریزرو کئے جائیں گے۔ موجودہ فتنے میں ایسے نمبر کی عام اشاعت کی سخت ضرورت ہے احباب خرید کر غیر احمدی پبلک میں مفت تقسیم کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ پچاس سے اوپر کو ۳/ کے حساب اور پچاس سے کم کو ۴/ (چار آنہ) فی کاپی کے حساب سے پرچے مل سکینگے۔ آرڈر دینے والے احباب قیمت نقد ادا کریں۔ ۱۷ مئی تک آرڈر بک کئے جا سکیں گے۔ خط و کتابت و ترسیل زر بنام ایڈیٹر الحکم قادیان کریں +

نُصرت گرلز سکول کا نتیجہ

اس سکول سے ابکی دفعہ انٹرنس کے امتحان میں بارہ طالبات شامل ہوئیں جن میں سے چھ کامیاب رہیں ان میں سے ایک فسٹ ڈویژن میں اور باقی پانچ سیکنڈ ڈویژن میں آئیں مستورات کی تعلیم کی ابتدائی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور پھر جن حالات میں تعلیم دی جارہی ہے اس پر غور کرتے ہوئے میں اس نتیجہ کو اچھے سے بھی کچھ زیادہ کہہ سکتا ہوں اور جس کیلئے چوہدری غلام محمد صاحب منیجر سکول مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ اس گرلز سکول کو جو احمدی جماعت کا ایک ہی سکول ہے ترقی کی طرف لے جایا جائے۔ سب سے اول بورڈنگ کا سوال ہے اگر بورڈنگ کا انتظام ہو سکے تو بیرونجات کی احمدی لڑکیاں بھی اس درسگاہ سے خاطر خواہ مستفیض ہو سکتی ہیں۔

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ اور اسکی اشاعت

اسوقت خواہشمند گورمکھی دان سکھوں اور ہندوؤں کی خاصی درخواستیں آئی پڑی ہیں۔ جو فرقان حمید کے گورمکھی ترجمہ کے خریدنے کی توفیق نہیں رکھتے مگر پڑھنے کے لئے بیتاب ضرور ہیں۔ فرقان پاک کی مقدس تعلیم سے ناواقف لوگوں کو آگاہ کرنا یہ بہترین نیکی ہے اس لئے اگر دوست اس کار خیر میں حصہ لیکر ان خواہشمندوں کو فرقان کریم کے نور سے منور کر سکیں تو یقیناً وہ تبلیغ اسلام کے بہترین فرض کو بجا لائیں گے اور اللہ کے حضور اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کی تہذیب پر اسلام کے تاثرات

(از مسٹر نانا لال سی مہتا آئی سی ایس)

مذہب اسلام کے خیال سے ہی عرب یاد آجاتا ہے اہل عرب اس غیر آباد ملک کو عربوں کا جزیرہ کہتے ہیں۔ کوئی ملک جغرافیائی، اقتصادی اور تہذیبی نقطہ نظر سے تاریخی اسٹیج پر ایک شاندار پارٹ کرنے کیلئے عرب سے زیادہ موزوں نہیں ہے اگرچہ اس ملک کا رقبہ جرمنی کے رقبہ سے چار گنا ہے لیکن اس کی آبادی صرف ۷۰ لاکھ یعنی لنڈن کی آبادی سے بھی کم ہے۔ صرف جنوبی اور مغربی ساحل پر تھوڑی بہت پیداوار ہو جاتی ہے۔ عرب کے ان حصوں میں جو ابن سعود کے زیر حکومت ہیں باشندوں کا خاص مشغلہ حجاج کی معلمی ہے۔

زمانہ متوسط میں ہندوستان کی آرام طلب زندگی

اگر ہم تاریخ اور چینی سیاحوں کی تحریروں کا یقین کرلیں تو ہم کو خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ ساتویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں مشقت طلب زندگی بسر نہ ہوتی تھی۔ قنوج یا تھانیسر کا راجہ ہرش وردھن ۶۴۷ء میں فوت ہوا اس وقت بدھ مذہب بھی قریب الختم تھا۔ خدا کے نور سے معمور دل رکھنے والے بدھ جی کے راہبانہ اور ریاضت طلب مذہب کو ہندوستان کی تاویل کرنے والی عقل نے عیاش بھکشوں اور بھکشنوں کی ایک بڑی جماعت کی شکل میں تبدیل کر دیا تھا جو کہ اپنی زرد پوشاکوں کے باوجود دنیاوی عیش و عشرت سے پرہیز نہ کرتے تھے۔ ان کی زندگی بہت ہی عیش سے گزرتی تھی۔ ان لوگوں کو دونوں جہان کی نعمتوں کے حاصل کر لینے کا موقع تھا۔ ظاہری محبت الٰہی کو لوگوں پر ظاہر کر کے ان کو جھوٹے سچے قصے اور مسئلے بتانا اور ادھر ادھر کی وقتی نصیحتوں کے کرنے کی عادت ڈال دینا گویا ایک نہایت ہی کامیاب زندگی کے لئے تیاری کرنا تھا اور جہاں پر عوام مذہب کے رنگ میں پیش کی ہوئی باتوں اور مذہبی احکام میں خاص طور سے منہمک رہتے اور دلچسپی لیتے تھے۔ راجاؤں کو مذہبی مباحثوں کے لئے کافی وقت ملتا تھا۔ وہ اپنے وقت کو عاشقانہ شاعری میں صرف کرتے اور کچھ صدیوں کے بعد ان اشعار کا ایسی پرشوکت اور معنی خیز زبان میں ترجمہ ہو جاتا تھا کہ وہ ادبیات میں داخل ہو جاتے تھے۔

یہ سب باتیں واقعی بہت ہی دلفریب تھیں اور آج تک ان باتوں کی پرشکوہ یادگاریں باقی ہیں۔ اگر بھوبنیشر اور کھجوراہا کے مندروں کی دیواروں کے شہوت انگیز نقش و نگار ایک طرف زمانہ متوسط کے ہندوستانیوں کی بے انتہا آرام طلبی کا اظہار کر کے دیکھنے والے کو متاثر کر دیتے ہیں تو دوسری طرف وہی نقش و نگار زبان حال سے اسلامی قوت کی اتنی جلد اشاعت اور مسلمانوں کے اس ملک کے باشندوں پر فتح پانے کا راز فاش کر دیتے ہیں۔ اسلام نے تقریباً آٹھویں صدی کے آغاز میں ہندوستان کے دروازہ پر دستک دی۔ اور دو ہی صدیوں میں تمام ملک پر قابض ہو گیا۔ اس زمانہ کے مہذب راجاؤں نے جن کو ادبی اور صنعتی مشاغل میں حکومت کے معاملات سے زیادہ دلچسپی تھی۔ یہ خیال کر لیا کہ ان ملکھشوں (مسلمانوں) کا ہندوستان میں داخل ہونا گویا "کلجگ" کا آغاز ہے۔ یہ حملہ آور عرب چند مخصوص خوبیوں کے حامل ہوتے تھے اور ان تمام خوبیوں کی زندہ مثال حضرت عمرؓ خلیفہ دوم تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۶۳۱ء میں فردوس بریں کو تشریف لے گئے اور اس کے دو سال بعد حضرت صدیق اعظم راہی ملک بقا ہوئے۔ لیکن اسی زمانہ میں مسلمانوں کو شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ ایران پہلے ہی فتح ہو چکا تھا۔ مصر اور بغداد بھی فرمانروایان اسلام کا لوہا مان چکا تھا۔ ۶۳۸ء میں یروشلم بھی زیر نگیں ہو گیا۔ لیکن یروشلم والوں نے اس شرط پر شکست تسلیم کی تھی کہ خلیفہ اسلام خود یروشلم تشریف لا کر اس گہوارہ عیسائیت کے باشندوں کا سلام تعظیمی قبول کر لیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال

حضرت عمرؓ بسرعت تمام ۶۰۰ میل کی مسافت طے کر کے صرف ایک غلام کے ساتھ جو کہ ایک عربی اونٹ پر سوار تھا اور جن کے ساتھ ایک کھجور کی اور جو کی تھیلی۔ ایک لکڑی کا پیالہ اور ایک مشک تھی۔ شہر کے قریب پہنچے اور جب حضرت عمرؓ نے اسلامی افسروں کو عمدہ پوشاک پہنے اور مرصع ساز کے گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار دیکھا تو ان کو اس بات پر بہت ہی طیش آیا۔ کہ ان کی سپاہیانہ سادگی مبدل بہ شوکت و اسراف ہو گئی ہے تو انہوں نے عیسائی پادریوں کے ساتھ شہر کا دورہ اس وقت تک کیلئے ملتوی رکھا جب تک ان لوگوں کو اچھی طرح نصیحت و فضیحت نہ کر لی اور اس مقام پر جتنے ڈھیلے مل سکتے تھے۔ اٹھا اٹھا کر نہ مارلئے یہ اسلام کی تاریخ کا ایک عام واقعہ ہے۔

جزیرۂ عرب کی ترقی

ساتویں صدی کے شروع میں عربوں کے جزیرہ میں گمنامی سے نکلنے کیلئے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے مکہ جس کی آبادی ۲۰ ہزار ہے۔ اسوقت بھی عربوں کی مقدس زیارتگاہ تھا۔ کیونکہ وہاں کعبہ کی زیارت کو ہر طرف سے لوگ جاتے تھے۔ اور وہ بدو قبیلے جو اس وقت کعبہ کے کلید بردار بھی اور زائروں کے مذہبی جوش سے فائدہ اٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ مدینہ شریف اور بھی خوشنما مقام تھا۔ ایک سرسبز نخلستان کے پاس آباد تھا اور ۱۵ ہزار کے قریب یہاں کی آبادی تھی۔ پیغمبر اسلام نے اسی مقام پر اپنی اکیاون سال تک کی زندگی کا بیشتر حصہ گزارا، اس وقت یہ کسکو معلوم تھا کہ مکہ اور مدینہ کی باہمی لڑائیاں تھوڑے ہی دنوں میں ایک عالمگیر انقلاب پیدا کرینگی ان کی تاریخ میں رسول اللہ صلعم کی ۶۲۲ء کی ہجرت کا واقعہ ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ جس واقعہ کو اس زمانہ کے غیر مہذب یہودی اور عیسائی ایک بیکار مذہبی اختلاف سمجھ رہے تھے وہ دراصل تاریخ عالم میں ایک نئی اور زبردست طاقت کا ذریعہ ثابت ہوا۔ آنحضرتؐ کے انتقال کے ۲۵ ہی برس بعد ایران، آرمینیہ، مصر اور شام تمام ملکوں نے اسلام کا لوہا مان لیا۔ اور آٹھویں صدی کے وسط میں اسلام دریائے سندھ سے اسپین اور کاشغر چینی سے شمالی مصر تک پھیل گیا۔

درست ہے۔ اس زمانہ میں ہر جگہ لوگ سیاست سے بیگانہ۔ پریشان حال۔ تباہ، مظلوم، مقہور، جاہل اور غیر منظم تھے، اس زمانہ کی ریاستیں خود غرض اور ناکارہ ہونے کیساتھ ساتھ لوگوں کی ہمدردی سے بھی محروم تھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام ایک … صحیح ترین - تازہ ترین اور بہترین سیاسی نظم کا حامل تھا جو کہ اس وقت دنیائے عمل میں آیا - اسلام نے ہر سیاسی تنظیم سے زیادہ عمدہ اور آسان ذرائع و وسائل بہم پہونچائے - جو اس وقت تک ہر خاص و عام میں رائج نہ تھے - اس نے تمام لوگوں کی بہبودی پر نظر رکھی اسلام کے دنیا میں اشاعت سے قبل ہی حکومت روم جو مالداروں کی مددگار اور بردہ فروشوں کی حامی تھی اور یورپ کا علم و ادب اور تہذیب بر سر انحطاط ہو چکی تھی اور جب لوگوں کو اپنے نمائندوں سے محبت نہ رہی تو اسلام بھی رو بہ تنزل نظر آنے لگا - (صفحہ ۳۲۰ لغایت ۳۲۰ - آؤٹ لائن آف ہسٹری ایچ جی ویلیس)

اسلام اور تاکید عمل

اکثر لوگوں کو یہ بات بھول جایا کرتی ہے کہ کوئی خیال وہاں تک قابل قدر ہے جہاں تک کہ اس پر عمل کیا جائے یہ بالکل صحیح ہے کہ جن خیالات کی اسلام نے ساتویں صدی عیسوی میں بڑے زوروں سے اشاعت کی اُن سے ہندوستانی مصری اور ایرانی سب ہی دماغ معمور رہ چکے تھے - اور اسلام نے جن خیالات کی اشاعت کی وہ بالکل نئے خیالات نہ تھے - لیکن اسلام نے ان کو اس شان سے لوگوں کے سامنے پیش کیا کہ لوگوں کے دماغ میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا - ہندوستان کے لئے مسئلہ توحید کوئی نیا مسئلہ نہیں لیکن اس کے باوجود یہاں عبادت میں بُت پرستی کا شائبہ باقی تھا - اس لئے اس زبردست مسئلہ پر اتنا زور دیا گیا ہے جتنا کہ اور کسی پر نہیں اسلامی ایمانی قوت کا راز، رحمدلی، سادگی، کارکردگی اور اقوال و افعال کی یکسانیت میں پوشیدہ ہے اسلام میں تحمل و بُردباری کی ایک خاص حد ہے - اس مذہب میں قوم، ملک اور رنگ کا اختلاف کوئی چیز نہیں اور مساوات ضروری ہے - بت پرستی، اوہام پرستی، مذہبی پردہ میں ظلم و ستم کو اسلام قطعی نہیں برداشت کر سکتا - ہر نئے اسلام قبول کرنے والے کو سوسائٹی اور مذہب کے وہ تمام حقوق اور آسانیاں حاصل ہو جاتی ہیں - جو اور مسلمانوں کو ہیں - جو شخص بھی خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو اس کو ہر طرح اس اسلامی اخوت میں جو جغرافیائی اور قومی قیود سے آزاد ہونے کے باوجود اصلی اتفاق کی صورت میں ہر جگہ موجود ہے، شامل ہونے کا حق حاصل ہے - کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ:

" یقین رکھو کہ ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تم سب بالکل برابر ہو "

پیغمبر اسلام اس زمانہ کے فلسفیوں کے برخلاف بہت ہی سنجیدہ تھے - اور وہ مسلمانوں کو جو تعلیم دیتے تھے اس کو عملی جامہ پہنانے کی ہدایت کرتے تھے - ان کی سیدھی سادی تعلیم نے ہندوستان ایران اور چین کی قدیم تہذیب کو جو صدمہ پہنچایا اس کا اندازہ لگانا آسان کام نہیں - محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی انقلاب پسند تھے - کیونکہ انہوں نے عورتوں کو وراثت کا حقدار قرار دیا - خواہ ان کا حصہ مردوں کا نصف ہی کیوں نہ ہو - غلاموں اور آقاؤں کی پوشاک اور خوراک کے فرق کو دور کرنے اور علم حاصل کرنے پر خواہ وہ چین میں ہی کیوں نہ ہو زور دیا -

میں وثوق کامل سے کہہ سکتا ہوں - کہ اگر مغربی حدود سے ہندوستان میں داخل ہونے والے جانباز جو اس نئے مذہب کے پیرو تھے ہندوستان میں آکر اپنے عملی علم اخلاق کی اشاعت نہ کرتے جو ہندو مذہب کے اصولوں سے بالکل مختلف اور ان کے قطعی خلاف تھا تو ہندوستانی بڑی خوشی سے ان کا استقبال کرتے - میں اس وقت چند اُن ضروری مابہ الاختلاف باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کو اب سے ایک ہزار برس قبل کا ہر ایک تہذیب یافتہ ہندو ان اجنبیوں کی مداخلت بیجا اور غلطی سمجھتا تھا، عورت طاقت ہے اور جہاں کہیں عورتوں کی عزت ہوئی ہے وہاں دیوتا قیام پذیر ہو جاتے ہیں لیکن عملی زندگی اس کی حامل نہ تھی

عورتوں کا حق وراثت پانا بجائے اس کے کہ وہ اپنے خاوندوں یا عزیزوں کی ہمدردانہ حفاظت میں رہیں دیوتاؤں کی توہین کا باعث خیال کیا جاتا تھا اپنے سوامی کی چتا پر زندہ جلکر راکھ ہو جانا عورتوں کی زندگی کو قابل عزت سمجھا جاتا تھا یہ میاں بیویوں کی محبت کا بہترین ثبوت تھا اور اس میں شک نہیں کہ مذہبی احکام کی تعمیل ……… کا جہاں تک تعلق ہے اس میں زیادہ تر دماغ کی بجائے دل اور معقولیت کی بجائے جذبات کام کر رہے تھے اور اس معاملہ میں مسلمانوں کے عقائد ہندوؤں کی نظروں میں مادی فوائد اور تنگ نظری پر مبنی تھے - مسلمان آگ میں جلکر راکھ ہو جانے ہی کو عورتوں کی سعادت اور نیک بختی کا امتحان سمجھنے کی پرواہ نہ کرتے تھے - لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں بھی اور تمام ملی معاملات کی طرح بہت ہی عملی اور مستحکم اصولوں کا حامل تھا - جو کہ قدیم ہندو یا عیسائی مذہب میں کم تھے اسلام کو ہندوستان میں آئے ایک ہزار برس کے قریب ہو چکے اور اب تک، مردوں کی طرح عورتوں کے حق وراثت اور حصہ اموال قائم کرنے کا زبانی اقرار تو سب ہی کو ہے لیکن جہاں تک ہندو عورتوں کا تعلق ہے یہ ابھی تک عملی جامہ پہنائے جانے کا محتاج اور عدالتی امداد سے محروم ہے - جبتک قول و عمل میں یکسانیت کی صورت پیدا نہیں ہوتی - ہندو سوسائٹی کے دعاوی مختلفہ کی منطقیانہ دلائل پیش کیا جانا بے سود ہے -

اسلام میں امامت کا انحصار پیدائشی یا معاشرتی حیثیت پر نہیں ہے

چونکہ ہندوؤں کو ان کے مذہب نے عبادت کے طریقوں اور خیالات کی وسعتوں میں کافی آزادی دے رکھی تھی اس لئے اگر اسلام نے عمل صحیح کی تقلید کو شرط لازم نہ قرار دیا ہوتا تو شائد ہندو اسلام کو اپنے مذہب میں جذب کر لیتے یا اس نئے عربی مذہب کی مداخلت سے اغماض کرتے اسلام کے نظریوں سے ایک ہزار برس قبل کے ہندوؤں کو مخالفت کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن مسلمانوں سے ہندوؤں کو جو نفرت ہو گئی تھی اس کا سبب یہی تھا کہ اسلام نے پیغمبر صلعم کی سیدھی سادی نصیحتوں کو روزانہ زندگی کا لائحہ عمل بنانے پر اتنا زور دیا ہے جتنا کہ آج کمیونسٹوں کے اصولوں پر عمل کرنے کی ایک کمیونسٹ کو تاکید کی جاتی ہے - اسلامی فلسفیانہ مذاق محدود تھا - ایک مسلم فلسفیانہ تحقیقات میں اپنے دنیاوی فائدوں کے معاملات میں دنیا کے آخری انجام پر غور و فکر کرنے سے زیادہ مشغول رہتا تھا - برخلاف اس کے ہندو فلسفی اور رشی صدیوں اسی مسئلہ پر غور کرتے رہے - اسلام میں صرف خدا کے واحد مطلق ہونے پر یقین رکھنا سیدھا سادھا مسئلہ توحید ہے جس کے خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شنکر آچاریہ کا ویدی مسئلہ توحید بہت ہی پیچیدہ اور مشکل الفہم ہے۔ محمد صلعم بہت بڑے فطرت شناس تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ اگر انسان اچھے کام نہ کرتا رہے تو چند بار ترغیب دلائے جانے کے بعد وہ کسی بھی فعل قبیح کا مرتکب ہو سکتا ہے گو کہ اسلام خاندانی امامت کا حامی نہیں لیکن زیادہ عرصہ تک زمانہ کے اثرات اور عوام کی خواہش کے باعث اس سے بچ نہ سکا۔ کیونکہ عوام کی خواہش تھی ایک مخصوص طبقہ کے لوگ روحانی رہبر بن کر ان کے شبہات کا ازالہ اور کلام پاک کی صحیح تفسیر بیان کیا کریں۔ واقعی علم کلام کے اکتساب کے بعد انسان کی زندگی بہت ہی آرام سے گزرتی ہے اور گو کہ اس کی فائدہ رسانی سے اختلاف ممکن ہے لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ یہ ماہرین علم کلام ہمیشہ لوگوں کے دماغ و خیالات پر کوئی خاص اثر ڈالا کرتے تھے علماء اور مذہبی پیشوا کبھی کبھی اور آج تک عوام و خواص کی مجلس انتظامیہ پر اثر ڈالا کئے لیکن ان کو برہمنوں کی طرح مقدس اور پادریوں کی طرح حاضر و ناظر کبھی خیال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ وہ کسی مخصوص طبقہ سے متعلق نہ تھے۔ اسلامی مسئلہ توحید کے متعلق اور کہنا چاہتا ہوں کہ قدیم مسلمان عرب کے عیسائی، یہودی ہی تو تھے۔

غلاموں کے نادر کارنامے

وہ سب عربی ہی نہ تھے۔ حبش اور ابی سینا کے غلام بھی اس انقلاب پسند جماعت میں آزادوں کی طرح لئے گئے اور حقوق کے معاملہ میں فرق مراتب کا کوئی خیال نہیں کیا گیا۔ بلال حبشی رضؓ غلام کا نام آج تک مشہور ہے وہ بھی پیغمبر اسلام کے پیرو اور ایک خاص رکن تھے۔ پیغمبر عربی کی زبان میں وہ جادو تھا کہ اس نے اُن غلاموں میں احساسِ زندگی کی روح پھونک دی جنہیں اسوقت تک محض ایک کام کرنے کی مشین سمجھا جاتا تھا۔ اور احساس زندگی نے ان میں سے اکثروں کو ساتویں آسمان پر پہونچا دیا۔ ایک سے کہیں زائد غلاموں نے صاحب خاندان بادشاہوں کے غرور شاہی کو خاک میں ملا دیا۔ اور اپنے خاندانوں کی حکومتیں ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ ایران و مصر وغیرہ میں بھی قائم کیں۔ قطب مینار انہیں بہادر اور صاحب ذوق غلاموں سے صرف ایک غلام کی یادگار ہے اگر فردوسی اور ابیرونی کا تنگدل ولی نعمت محمودؒ بت شکن غلام تھا تو احمد شاہ ابدالی جس نے پانی پت کی زبردست فوج کو شکست فاش دی وہ بھی غلام تھا۔ اسلام کے ان غلاموں کے کارنامے تاریخ عالم میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ ان لوگوں میں نئے مذہب کی حرارت تھی اور ان کو بت پرستی اوہام پرستی اور قدامت پرستی کا تلخ تجربہ بھی حاصل ہو چکا تھا اور ان میں سے جو اعلیٰ دماغ موجود تھے۔ ان کو جدید ترین دلائل کے نکات بھی معلوم تھے، لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ عوام صرف ظاہری باتوں پر نظر ڈالتے ہیں اور نکتہ رسی سے بہت دور ہیں۔

وَصَایا

وصیت نمبر ۴۳۱۵ - منکہ سید عباس ولد سید محمود شاہ بخاری قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۳۱ء ساکن محلہ سیداں شہر پشاور ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۸/۱۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جسقدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اگر میں نے اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد حصہ وصیت کردہ میں داخل کردی تو وہ منہا کردی جائے گی۔ اسوقت میری جائداد ہم چار بھائیوں میں مشترک ہے۔ جس کے چوتھے حصہ کی اس وقت میں پندرہ سو روپیہ قیمت مقرر کرتا ہوں اور اس حصہ کا اکیلا میں حقدار ہوں۔ اسوقت میری آمدنی بارہ روپیہ ماہوار ہے۔ جو مستقل نہیں۔ پس جب تک یہ آمدنی ہے یا آئندہ جتنی بھی آمدنی ہوتی رہیگی۔ تازیست میں اس کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ العبد سید عباس بخاری بقلم خود محلہ سیداں پشاور۔ گواہ شد عبد الجلیل خاں ولد مولوی محمد الیاس ایپلیونیس مستونگ حال مقیم پشاور۔ گواہ شد ایچ۔ ایم مرغوب اللہ احمدی محاسب جماعت احمدیہ پشاور۔

وصیت نمبر ۴۳۱۷ - منکہ محمد عبد العزیز ولد میاں عنایت اللہ صاحب قوم سیل پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۱ء ساکن شورکوٹ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹/۳/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اور اسوقت میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو اب -/۸/۶۶ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کراتا رہونگا۔ میری وفات کے بعد میرا جو متروکہ ثابت ہو۔ اس کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو میرے متروکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔ العبد محمد عبد العزیز بی۔ اے انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شورکوٹ ضلع جھنگ۔ گواہ شد حکیم محمد زاہد سکرٹری انجمن احمدیہ شورکوٹ بقلم خود۔ گواہ شد احمد حسن مولوی فاضل معلم ہائی سکول شورکوٹ۔

وصیت نمبر ۴۳۱۸ - منکہ غلام حیدر خاں ولد اللہ دتہ خاں قوم بلوچ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پندرہ دن تاریخ بیعت پیدائشی احمدی، ساکن قادیان محلہ دار الفضل ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵/۳/۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ صرف ماہوار تنخواہ پر گذارہ ہے جو صرف ماہوار مبلغ -/۱۲ روپیہ ہے اگر میری زندگی میں کوئی مزید جائداد انجمن کو معلوم ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن قادیان مالک ہوگی۔ فی الحال میں اپنی ماہوار تنخواہ مبلغ -/۱۲ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میری موت کے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی انجمن مالک تصور ہوگی فقط ۱۵/۳/۳۵ العبد غلام حیدر خاں بقلم خود حال جالندھر شہر معرفت ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ جالندھر شہر۔ گواہ شد محمد ابراہیم سکرٹری انجمن احمدیہ ولد چوہدری پیر بخش سکنہ شہر جالندھر بیگھووالہ۔ گواہ شد حکیم محمد لٹیین بقلم خود پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ جالندھر محلہ قاضیاں

تصحیح

اخبار نور ۱۴-۱۵ء جلد ۲۴ میں جو وصیت نمبر ۴۲۷۵ شائع ہوئی ہے اس میں موصی کا نام بجائے ملک احمد کے غلطی سے نیک احمد چھپ گیا ہے۔ دوست درست فرمالیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے؟

از قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاور

گذشتہ سے پیوستہ

جس زبان میں قرآن کریم نازل ہوا تھا یہ زبان آج بھی عرب اور عرب سے باہر دنیا میں کروڑہا مخلوق کی زبان ہے جو بولی اور سمجھی جاتی ہے گویا یہ زبان آجتک زندہ ہے تاکہ آسانی سے یہ کلام سمجھ میں آسکے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عالمگیر کتاب صرف وہی الہامی کتاب ہو سکتی ہے جس کی زبان زندہ زبان ہو، جسکو کروڑہا مخلوق ہر جگہ بول اور سمجھ سکتی ہو وہی الہامی کتاب باقی رہنے کے قابل ہے۔ جس کی زبان باقی ہے۔ جس کی زبان خدائے تعالیٰ نے مردہ کردی اور مٹادی وہ کتاب ہی گویا خدا تعالیٰ نے اپنے فعل سے مٹادی۔

تیسری حفاظت معنوی ہے۔ آج اگر وید کے معانی میں سناتن دہرم اور آریہ سماج میں اختلاف ہو تورات کے معانی میں کسی فریسی اور صدوقی میں اختلاف ہو یا عیسائی اور یہودی اختلاف کریں۔ یا اناجیل کے معانی میں رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ اختلاف کریں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کی تائید اور تصدیق کے لئے کوئی انتظام موجود نہیں کہ ان کے اختلاف رفع کرنے کے واسطے کوئی صاحب وحی انسان جس سے خدا ہمکلام ہوتا ہو کھڑا کرے اور وہ اختلاف والے مقام کے صحیح معنے اور تفسیر کردے تاکہ اختلاف رفع ہو مگر یہ فخر صرف قرآن کریم کو حاصل ہے کہ اس کی حفاظت معنوی کے واسطے ہر صدی کے سر پر ایک متکلم باللہ یا مجدد مبعوث ہوتا چلا آتا ہے جو اس کے زیر اختلاف مقام کی صحیح تفسیر اور تشریح کر دیتا ہے اور مخالفان حق کو دلائل و براہین سے خاموش کرتا رہا ہے اور ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود اس دعوے کا زندہ ثبوت ہیں۔

یہ وہ تین خصوصیات ہیں جو صرف ہماری کتاب الشریعت کو حاصل ہیں۔ اور کوئی دوسری الہامی کتاب ان کو پیش نہیں کر سکتی۔ اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔

حضرت محمدؐ یونیورسل پرافٹ ہیں

بارہواں سبب یہ ہے۔ ہمارے مذہب کا بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بطور امام الناس اور یونیورسل لیڈر ہونے کے کامل انسان، کامل نبی اور کامل شارع اور کامل اُسوۂ حسنہ ہے۔ یہ کامل انسان اس واسطے ہے کہ اس نے انسانیت کے ہر پہلو میں کامل نمونہ دکھایا (۱) وہ یتیم رہا اسواسطے اس نے ماں باپ کے آداب کی پوری تعلیم دی ــــــ وہ یتیم رہا اس نے یتیموں کی پرورش۔ تربیت تحفظ جائداد کی پوری ہدایات بیان کیں (۲) وہ جوان رہا اور اس نے ۲۵ سال تک قابل رشک زندگی بسر کی۔ قوم کے لوگوں نے اس کو صادق یعنی راستباز، امین یعنی امانتدار اور باعفت انسان کا خطاب دیا (۳) وہ ملازم اور تاجر رہا اور وہ عملی نمونہ دکھایا کہ حضرت خدیجہ جیسی دولتمند بیوہ نے محض اس کی دیانت، لیاقت، حسن تدبیر، حسن اخلاق، حسن معاملات کو دیکھ کر اس سے نکاح کی درخواست کی (۴) وہ اعلیٰ چال چلن رکھا کہ نبوت کے دعویٰ کے بعد اہل ملک کو چیلنج کیا کہ لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون یعنے میں نے نبوت سے قبل چالیس سال تمہارے درمیان زندگی بسر کی ہے اور میری زندگی تمہارے سامنے ہے جس میں تمکو غور کرنے کا موقعہ حاصل ہے کیا تم اس میں کوئی عیب یا نقص تلاش کر سکتے ہو، باوجود اس کھلے چیلنج کے کسی بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ کوئی نقص نکال سکے اور کوئی موقعہ الزام تراشی کا کسی کو نہ مل سکا (۵) بطور روحانی پیشوا اور لیڈر وہ جماعت تیار کی جس کی مثال تلاش کرنی عبث اور بے سُود ہے۔ عرب کے ان پڑھ حیوانوں کو انسان اور با اخلاق انسان اور باخدا انسان بنادیا۔ اور شتر بانوں سے جہانبان بنادیا۔ نہ صرف یہ بلکہ جلد ہی سارے عرب بلکہ فارس، عراق مصر، شام اور روم کا بادشاہ بنادیا۔ (۶) بلحاظ قانون ساز اور شارع وہ مجموعہ قوانین اور دستور العمل چھوڑا جس میں آج تیرہ سو سال گزرنے پر بھی کوئی نقص نہ پایا جاسکا۔ ہر زمانہ ہر قوم اور ملک کے لئے موزوں ثابت ہوا (۷) باوجود اُمی ہونے کے بطور فصیح اور بلیغ وہ کلام باقی چھوڑا جس کی مثل لانے پر دنیا کے عالم اور بلیغ انسان قادر نہ ہو سکے۔ (۸) بطور نبی اس کثرت سے پیشگوئیاں کیں جو نہ صرف اس کے ایام حیات میں نہایت شاندار طریق پر پوری ہوئیں بلکہ ان کی تکمیل کا دامن تا دائرہ قیامت وسیع ہے۔ (۹) بطور بادشاہ وہ خودمختارانہ اور عادلانہ حکومت کی جس کا نمونہ تمامی حالات سے ہے (۱۰) بطور استاد وہ شاگرد چھوڑے جوامی سے عالم بلکہ استاد کامل بنے (۱۱) بطور جرنیل وہ طریق جنگ ایجاد کئے اور وہ قوانین جنگ بتائے جو آج بھی کارآمد اور مفید ہیں۔ (۱۲) میدان جنگ میں خود سپاہیوں کی طرح وہ شجاعانہ حصہ لیا کہ کبھی دشمن کے مقابلہ سے منہ نہ موڑا اور ہر موقعہ پر کامیاب رہا۔ (۱۳) بطور فاتح، مفتوح اور مغلوب دشمنوں سے وہ سلوک کیا۔ جس کی مثال کسی زمانہ میں تلاش کرنی سعی لاحاصل ہے اور اسی کے نتیجہ میں کل مفتوح برضا و رغبت خود ایمان لائے (۱۴) بطور شوہر وہ اعلیٰ شوہر ثابت ہوا۔ کہ عورتوں کو کامل حقوق دلائے اور ان حقوق کی مثال جو اس نے اسلام میں عورتوں کے مقرر کئے۔ کسی الہامی کتاب میں تلاش کرنی بیفائدہ ہے (۱۵) بطور مالک غلاموں کو آزادی دلائی۔ غلامی سے نفرت دلائی۔ غلاموں کی آزادی کو خیر و عبادت قرار دیا۔ غلاموں سے مساوی سلوک کا حکم دیا، ان کو آزاد خاندانوں میں رشتہ کرنے کا حق دیا۔ حضرت زید بن ثابت کو جو ایک غلام تھا آزاد کیا اور اس کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ لوگ اس کو زید ابن محمدؐ کہنے لگے اور اپنی پھوپھی کی لڑکی جو معزز خاندان قریش میں سے تھی اس کے نکاح میں دی۔ قریش گویا ملک عرب کے برہمن تھے اور برہمنوں سے بڑھکر مغرور تھے۔ اور غلام کو شودر کی طرح جانتے تھے (۶) بطور باپ لڑکے اور لڑکی کا حق والد کی جائداد میں مقرر کیا اور عورتوں کو شوہروں سے مہر دلایا اور والدین سے جائداد سے حصہ دلایا (۱۷) بطور راہب اور تارک الدنیا وہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ دنیا میں رہکر، دنیا کا ہوکر، دنیا کماکر گھر میں کچھ جمع نہ کیا اور نہ کچھ ترکہ چھوڑا۔ سب کچھ رفاہ عام میں خرچ کیا البتہ ترک دنیا کرکے پہاڑوں اور جنگلوں میں بسنے سے منع کیا اور فرمایا لا رھبانیۃ فی الاسلام (الحدیث) اسلام میں یہ طریق ترک دنیا درست اور معقول نہیں، دنیا میں رہو اور دنیا کو فائدہ پہنچاؤ (۱۸) اخلاق کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ خدائے تعالےٰ نے انک لعلیٰ خلق عظیم (القرآن) کا خطاب دیا۔ یعنی اخلاق میں تیرا مقام بہت بلند ہے۔ حسن سلوک میں مسکینوں، غریبوں، مسافروں، ہمسائیوں، اپنے ہم مذہبوں سے غیر مذاہب سے بہترین سلوک اور اخلاق کی تعلیم دی۔ اپنے بعد ایک بہترین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شجاع، مدبر، با اخلاق، باخدا، حکمران جماعت چھوڑ گیا۔ ہر قسم کے انسان کو زندگی کے ہر شعبہ میں نمونہ دکھایا گیا کیونکہ وہ کل دُنیا کے واسطے واحد مطاع اور یونیورسل لیڈر ہونے کا مدعی ہوا۔ اور سچا ہوا۔ ہم کو اسلام نے تعلیم دی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی حضرت محمد جو خدا کا رسول ہے تمہارے لئے اس کی زندگی کا ہر حصہ بہترین نمونہ اور آئیڈیل ہے۔ اس کی بیوی حضرت عائشہؓ کہتی ہے کان خلقہ القرآن یعنی حضرت محمد صلعم کے اخلاق اگر دیکھنے ہوں تو قرآن مطالعہ کرو۔ یہی اس کے اخلاق ہیں جس پاک انسان نے یہ نمونہ دکھایا۔ وہ مذہب اسلام کا بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام کی تبلیغ و دعوت کا طریق صرف اخلاق حسنہ اور دلائل ہیں

تیرھواں سبب یہ ہے۔ میرا مذہب اسلام ہے جس کے معنے صلح۔ آشتی اور فرمانبرداری ہیں جس کا اصل دعوت اسلام اپنے اخلاق، دلائل، حسن سلوک، اور تسخیر قلوب ہے۔ جیسا کہ وہ کہتا ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن یعنی تم مسلمان غیر مسلموں کو دعوت الی الاسلام دو تو حکیمانہ اور عقلمندانہ کلام سے دو۔ اور جب لوگ سننے کے لئے متوجہ ہوں تو ان کو ان کی ضروریات زندگی پر ان کے عیوب و نقائص پر بہترین پیرایہ میں وعظ و نصیحت کرو اور اگر وہ کوئی بات دریافت کریں تو ان سے گفتگو اور سوال و جواب نہایت عمدہ طریق سے کرو پھر فرمایا قولوا للناس حسنا لوگوں سے جب کلام کرو تو نہایت خوبصورت پیرایہ میں کرو جو کانوں کو خوش لگے اور دل پر اثر کرے اور دماغ اس کو مدلل جان کر قبول کرے البتہ دعوت و تبلیغ کے معاملہ میں تلوار اور جبر سے کام نہ لو کیونکہ حسب فرمان لا اکراہ فی الدین۔ دین کی اشاعت جبر و تلوار سے حرام ہے۔ ہر مذہب کے پیرؤوں سے کہدو لکم دینکم ولی دین بیشک تم کو مذہبی آزادی حاصل ہے جس مذہب پر تم ہو اسی پر رہو۔ اور جس مذہب پر ہم ہیں اس پر ہم رہیں گے نہ ایک دوسرے کے ساتھ جبر و اکراہ سے کام نہ لیں گے

غیر مذاہب پر جزیہ یا ٹیکس مقرر کیا جو فی کس سالانہ تین روپے آٹھ آنے سے زیادہ نہ تھا۔ مگر بعوض اس کے ان کو دشمن کے مقابلہ سے فوجی خدمات اور ملک کی حفاظت سے معاف رکھا گیا تھا اور ان کے جان مال اور عزت کی حفاظت کلی طور پر اپنے ذمہ لی اور ان کو کامل مذہبی آزادی عطا کی تھی۔ جو مقابلے اور جنگ ہوئے وہ صرف مدافعت کے لئے ہوئیں۔ پہلی لڑائی اہل مکہ سے بدر میں ہوئی جس میں اہل مکہ تیرہ سو تھے جنمیں ایک ہزار پیادے اور تین سو سوار تھے۔ اور وہ سب بہترین سامان جنگ سے آراستہ تھے مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ اور وہ بھی اکثر نہتے اور بے ہتھیار تھے اور ان میں سوار سو سے بھی کم تھے۔ اسی پر دیگر جنگوں کا اندازہ کرلو۔ حضرت محمد صلعم معہ ساتھیوں کے اپنا شہر، ملک، جائداد گھر بار اور رشتہ دار سب چھوڑ چھاڑ کر دو سو میل دور مدینہ میں بھاگ آئے تھے مگر باوجود اس کے اہل مکہ نے سخت ظلم اور مجبوری کی حالت میں ان کی تباہی کیلئے مدینہ پر چڑھائی کی تو جنگ بدر پیش آیا۔ اس لئے اسلام نے حکم دیا ہے قاتلوا الذین یقاتلونکم یعنی جنگ صرف ان لوگوں سے کرو جو تم پر چڑھ کر آئیں یا حملہ آور ہوئے ہیں۔ اور لڑائی کی پہل کر چکے ہیں۔ اگر دشمن جنگ نہ کرے تو تم بھی نہ کرو۔ یہ بات دشمنوں کی پھیلائی ہوئی ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ اور ان کے پاس اس کے متعلق کوئی ثبوت نہیں۔ اسلام اپنی تعلیم کا ذمہ دار ہے نہ کسی مسلمان بادشاہ کے خلاف اسلام طرز عمل کا۔ اسلام نے ہمیشہ برداشت اور امن کی تعلیم دی ہے اور ضمیر کی آزادی کو قائم رکھا ہے چونکہ اسلام امن اور صلح کا مذہب ہے اور مسلم امن کا دیوتا ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے اپنا دھرم اسلام پیارا ہے۔

اسلام علم اور قلم سے کام لینے والا بناتا ہے

چودھواں سبب یہ ہے کہ ہمارے دھرم نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ حضرت محمد صلعم کی پہلی وحی یہ ہے اقراء باسم ربک الذی خلق ہ خلق الانسان من علق ہ اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم ہ علم الانسان مالم یعلم ہ یعنی اپنے رب کے نام سے پڑھنا شروع کر جس نے تمام اشیاء کو نیست سے ہست کیا۔ انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا۔ پڑھو، اور تیرا رب قابل عزت ہے جس نے انسان کو علم دیا اور علم کا ذریعہ قلم گردانا اور ان کو وہ علوم سکھائے جو ان کو معلوم نہ تھے۔ گویا مسلمانوں کو علم کے سیکھنے اور قلم سے کام لینے کی تعلیم دی۔ پھر فرمایا ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون کیا اہل علم اور بے علم ایک جیسے ہو سکتے ہیں پھر فرمایا قل رب زدنی علما کہو کہ اے میرے رب مجھے روز افزوں علم دے تحصیل علم میں مرد اور عورت یکساں مکلف گردانے۔ چنانچہ حضرت عائشہ حضرت محمد صلعم کی بیوی اس قدر عالمہ تھی کہ احادیث میں اکثر مسائل ان سے روایت شدہ ہیں۔ جہالت سے اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین کہہ کر نفرت دلائی کہ خدا سے پناہ مانگو کہ تم جاہلوں میں سے نہ ہو۔ مسلمانوں نے اس تعلیم کی تعمیل میں وہ علوم اور تحریرات کا ذخیرہ چھوڑا جس کی نظیر اسلام سے قبل مذاہب میں تلاش کرنی عبث ہے چونکہ اسلام علم اور قلم سے کام لینے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلئے میرا دھرم اسلام مجھے پیارا ہے

اسلام توقیر بزرگان مذاہب سکھاتا ہے

پندرھواں سبب یہ ہے کہ اسلام ہم کو نہ صرف مذہبی آزادی کی تعلیم ہی نہیں دیتا۔ بلکہ دوسرے مذاہب کے بانیوں اور قابل قدر ہستیوں کی توقیر اور عزت کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ کہتا ہے۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم۔ یعنی اے مسلمانو تم دوسرے مذاہب کے ان بزرگوں کو جن کو وہ خدا کے علاوہ قابل یاد جانتے ہیں ہتک آمیز لہجہ میں دشنام دہی سے مت یاد کرو، ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مذاہب میں سب و شتم کا دروازہ کھل جائیگا اور پھر لوگ دشمنی میں آکر تمہارے اللہ کو بھی بے علمی کے باعث گالیاں دینے لگ جائیں گے اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ ہم

احمدی مسلم

جس طرح حضرت محمد صلعم اور اس کی امت کے اولیاء اللہ کی عزت کرتے ہیں اسی طرح یہود کے حضرت موسیٰؑ اور ان کے دوسرے متبع انبیاء عیسائیوں کے حضرت عیسیٰؑ اور اس کے حواریوں۔ پارسیوں کے حضرت زردشت اور ان کے دوسرے پیغمبروں، ہندوستان کے حضرت گوتم بدھ حضرت کرشن حضرت رامچندر اور سکھوں کے حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کی عزت اور توقیر کرتے ہیں اور ان کی ہتک کو منافی شان اسلام جانتے ہیں۔ (باقی پھر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے، سوا سات سو صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمند لوگوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہوا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کیلئے فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھکر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئے کہ وہ اپنے مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کو دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے محض اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں۔"

میری دیرینہ تمنا بر آئی!

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی سری گورو سنگھ سبھا سمہ سٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم و معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور ست سری اکال۔ عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے مگر بوجہ عربی کے نہ جاننے کے ہم محروم تھے۔ اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کے لئے ملا جس سے میری دیرینہ خواہش بر آئی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے ہم آپ کے ممنون ہیں اور آپ کے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھکر بیحد خوش ہوئے ہیں اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال پہنچا دیں۔"

جناب سردار اہل سنگھ صاحب ایم اے

پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا۔ تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں۔ دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے۔"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا مگر عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آجتک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت کی ہے۔"

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ "گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے اسکے معنی ہیں اگر اللہ کو منظور ہے تو یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو، انکو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا۔ میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟ اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے۔ یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے۔ پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خدا کرے ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔ گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی اسکی ضرورت نہایت سخت تھی جو لوگ پہلے اذان سن کر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ اللہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اس کی زد سے بچ جائیں یہ ترجمہ پڑھ کر اب اخیر تک اذان سن سکیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں ایک گاؤں میں گیا اس کے باہر ایک مسجد تھی جب اذان کا وقت ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو وہاں سے اذان کی صدا آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اسوقت گو بچہ تھا مگر اسقدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید مُلّاں گالیاں نکالتا ہوگا۔ جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے معنی سے باخبر ہو گیا تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا۔ ع خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم" اب شیخصاحب کی مہربانی، کشادہ دلی اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر شخص جس میں تھوڑا سا بھی علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخصاحب کو مامون و محفوظ رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے۔"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے

(فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول

توگوالہ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور ولہ میں عمیق اثر ڈالتی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے آجتک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہونگے۔ جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمدؐ صاحب کی تعلیم کو ہوبہو ان دوستوں تک پہنچایا ہے جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ قصہ کوتاہ۔ مترجم نے علاوہ ازیں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو کشیدگی اور آزردگی کی وسیع خلیج حائل تھی قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹماسٹر

خانپور (ریاست بہاولپور) لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا جو انہوں نے جگت اودھار (دُنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور مخلوق خدا کیلئے نور خدا کا چشمہ کھولدیا بلکہ سمندر بہا دیا ہے۔ چند روز ہوئے جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں۔ "سکھ اور مسلمان"، "سکھ مسلم اتحاد"، "مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ Open fact (بین حقیقت) ہے۔ قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ امین۔"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

(سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی) از ٹھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوا۔ اسکی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے اور خون پسینہ ایک کر کے گورمکھی دانوں کیلئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے میری پرارتھنا (دُعا) ہے کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے لیکن کسی دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا۔"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب الیس ڈی

رحیم یارخاں تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ سے ملا جس نے دیرینہ خواہش کو اسطرح پورا کیا ہے جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے۔ زبان نہایت شُستہ ہے۔ ایسے کار نمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپکا یہ کارنامہ مذہبی دُنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

سردار کروڑا سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹماسٹر

سنگرور ریاست جیند لکھتے ہیں کہ "شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جسکا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔"

لہنت و سادا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ

ضلع لاہور لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے آپ کو اس کا اجر خدا ہی دیسکتا ہے جو اتینت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا؟" یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمی ساون کو منگوا کر دیا ہے۔ خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے۔"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اسکا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے۔" نور۔ ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف دو روپے

ہے یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۷۲۸ کاغذ مٹی اعلیٰ۔ چھپائی نہایت نفیس

مطبوعہ ... منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن رجسٹرڈ دُنیا میں ایک ہی مقوّی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں کیونکہ دل میں نئی اُمنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زورآور اور زورآور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچروپے (صہ ر) محصول ڈاک علاوہ۔

ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس۔ اے ایس آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اِکسیرُ البُدَن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا ہے۔ جس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔"

بڑے بڑے لوگ توموتی سُرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں!

کیونکہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ ر)

محصول ڈاک علاوہ

حضرت مولوی سیّد محمّد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سُرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے موتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہوگئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی ہے اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ کستوری عنبر لویہبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبّی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے۔ بمفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا۔ دل کی دھڑکن سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بیچینی۔ سستی۔ اداسی ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عنٹ ر) محصولڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ۔ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جسکی عمر ۴۰ سال سے متجاوز ہوچکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہوگئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی بڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کردیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اُترتے ہی مُردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گٹھیا کے درد۔ عرق النسا کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ ناسور جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کیلئے اکسیر۔ قصہ کوتاہ! قریباً دوصد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے (عہ ر) محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کی ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب ایر ایر آبزرویٹری آگرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔ یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ ویلیو پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت صرف تین ا روپے (سے م) محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے۔ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہو صرف ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بینظیر تحفہ ہے مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بےچینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں پندرہ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولہ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ کیلئے تیر بہدف ہے۔ دودھ، گھی، مکھن، بالائی انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بینظیر چیز ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے، تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایکدن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اسقدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں اسکا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایکسو گولی کی قیمت دو روپیہ محصول ڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت مرده، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے۔ دل اکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے محصول ڈاک علاوہ۔

بتیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب گھمال ڈاک خانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بتیس سال کے امراض احتلام، جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بےچینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے (عہ) محصول ڈاک علاوہ